

## 13930- حدیث (الحامۃ ولا صفر ولا نوء ولا غول) کا معنی

### سوال

میں نے ایک عجیب و غریب حدیث پڑھی جس میں حامۃ اور صفر اور نوء اور غول کی نفی کی گئی ہے، تو ان عبارتوں کا معنی کیا ہے؟

### پسندیدہ جواب

حامۃ (اصل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ میت کی ہڈیاں ایک پرندے کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

صفر (اصل جاہلیت یہ بھی ایک عقیدہ تھا کہ پیٹ کے کیڑوں سے موت متعدد ہے)۔

نوء (اہل جاہلیت کہتے تھے کہ بارش ایک ستارہ کی بنا پر ہوتی ہے)۔

غول (یہ بھی ایک عقیدہ تھا کہ جن میں سے ایک قسم یا چلاوہ یا بھوت ہے جو مسافر کو اس کے راستے سے بھٹکا دیتا ہے)

ابن مفلح عنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

مسند احمد اور صحیحین وغیرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ (نہ تو حامۃ اور نوء ہی صفر ہے)

اور مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں (اور نوء ہی نوء اور غول بھی نہیں)۔

تو الحامۃ الحام کا مفرد ہے، اور اہل جاہلیت یہ کہتے تھے کہ جو کوئی مر نے کے بعد دفن ہو تو اس کی قبر سے ایک پرندہ نکلتا ہے، اور عرب کا یہ گمان تھا کہ میت کی ہڈیاں پرندے کی شکل اختیار کر کے اڑ جاتی ہیں، اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مقتول اپنی کھوپڑی سے نکل کر یہ کہتا رہتا ہے کہ مجھے پلاو مجھے پلاو حتیٰ کہ اس کا انعام لیا جاتا اور قاتل کو قتل کر دیا جاتا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (ولا صفر) اس میں ایک قول تو یہ ہے کہ اہل جاہلیت صفر کے میہنہ کو منہوس قرار دیتے تھے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ : عرب یہ خیال کرتے تھے کہ پیٹ میں ایک قسم کا کیرہ ہوتا ہے جو جماع کے وقت اذیت دیتا ہے اور یہ متعدد ہے تو شارع نے اسے باطل قرار دیا۔

اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت ایک سال صفر کا میہنہ حلال اور دوسرے سال حرام قرار دیتے تھے۔

اور النوء : انواء کی واحد ہے، اور یہ اٹھارہ منزلیں جو کہ چاند کی منزلیں ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اوہم نے چاند کی منزلیں مقرر فرمائیں﴾۔

اور مغرب میں ہر تیرہ (13) راتوں میں ایک منزل طلوع فجر کے وقت گرجاتی اور اس کے مقابلہ میں مشرق میں اسی وقت ایک طلوع ہو جاتی ہے تو سال پورا ہونے پر یہ سب ختم ہو جاتی ہیں، عرب کا خیال تھا کہ ایک منزل کے گرنے اور اس کے مقابلہ میں دوسری کا طلوع ہونے سے بارش ہوتی ہے تو اس لیے وہ بارش کو اس نوء کی طرف منسوب کرتے تھے۔

اور اس سے نو اس لیے کہا گیا ہے کہ مغرب میں ایک گرتی ہے تو مشرق میں دوسری طلوع ہو جاتی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے غروب مراد ہے تو اس طرح یہ اضداد میں سے ہوا۔

تو جس نے بارش اللہ تعالیٰ کا فعل بنائی اور مطرنا بنوئے کہ اسے یہ مراد یا کہ ہمیں بارش اس وقت حاصل ہوئی، یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ عادت رکھی ہے کہ ہمیں اس وقت بارش حاصل ہو تو ہمارے ہاں اس کی حرمت اور کراحت میں اختلاف ہے۔

الغول : غیلان میں سے ایک ہے جو کہ جنون اور شیطانوں کی جنس ہے، عرب میں مشور تھا کہ بھوت اور چھلاوہ کھلی بجھوں پر ہوتے ہیں اور لوگوں سے آنکھ مچھلی کھیل کر انہیں مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر راستے سے بھٹکاتے اور ہلاک کر دیتے ہیں، تو شارع نے یہ عقیدہ باطل قرار دیا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ : اس میں غول بھوت کی نفی نہیں بلکہ اس میں اس عقیدے کی نفی ہے جو عرب رکھتے تھے کہ بھوت مختلف شکلوں میں آ کر انہیں گمراہ کر دیتا ہے، تو معنی یہ ہو گا کہ وہ کسی کو گمراہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اس معنی کی شاحد صحیح مسلم وغیرہ کی وہ حدیث ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ لاغول لکن السعالی، بھوت نہیں بلکہ چھلاوہ ہے، اور سعالی جنون کے جادوگر میں جنہیں تخلیل اور تلبیں میں ملکہ حاصل ہے۔

خلال نے طاؤس سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ان کے ساتھ ہو لیا تو کوئی بخیخنے لا کہ خیر ہے خیر تو طاؤس اسے کھنے لگے یہ اس کے پاس کوئی خیر اور کوئی ناساشر ہے؟ میرے ساتھ نہ چلو۔  
الاداب الشرعیہ(3/369-370)۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

بعض کا یہ کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول (مریض صحیح بدن والے پر سے نہ گزرے) منسوخ ہے اور اس کا ناخ (الاعدوی) کہ کوئی بیماری متعدد نہیں۔ یہ قول صحیح نہیں، یہ اس میں سے ہی ہے جو ابھی اوپر گزرے ہے کہ منہی عنہ وہ قسم ہے جس کی اجازت نہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی نفی اس قول (الاعدوی ولا صفر) میں ہے وہ یہ ہے کہ جس عقیدہ پر اہل جاہلیت تھے اور اور اپنے کفر و شرک کے ثبوت پر قیاس کرتے تھے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نفی کہ مریض صحیح پر سے نہ گزرے کی دو تاویلیں ہیں :

پہلی :

نفس کے ورط میں پڑ جانے کا کچھ نہ کچھ خطرہ کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے متعدد بیماری کو مقدر کر دے۔

تو اس میں صحیح شخص کو تشویش میں بٹلا ہونے اور اسے متعدد بیماری کا اعتقاد پیش آئے گا تو یہ دونوں کسی بھی حال میں منافی نہیں۔

دوسری :

یہ تو اس پر دلالت کرتا ہے کہ مریض کا صحیح شخص پر ورود ایک ایسا سبب بن سکتا جس سے اللہ تعالیٰ اس میں مرض پیدا کر دے تو اس کا ورود سبب ہو گا، اور ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تاثیر اسیے اسباب سے پھیر دے جو اس کے خالص ہوں یا پھر اسے قوت سببیہ روک دے، اور یہ خالص توحید اور اہل شرک کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

اور یہ نفی بھی اسی طرح کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن شفاعت کی نفی فرماتے ہوئے کہا ہے :

﴿جس دن نہ تخرید و فروخت ہو گی اور نہ ہی کوئی دوستی اور سفارش ہے۔﴾

تو احادیث متوارثہ صحیح جو کہ سفارش کے ثبوت کی صراحت کرتی ہیں کے اور اس آیت میں کوئی تناو نہیں اللہ تعالیٰ نے تو اس سفارش کی نفی کی ہے جو مشرکین کے ہاں معروف تھی کہ سفارش کرنے والا اجازت کی بغیر ہی سفارش کرے۔

اور جو سفارش اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کی ہے وہ سفارش تواجازت ملنے کے بعد ہو گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

۔{کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے؟}۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

۔{اور وہ سفارش بھی اس کے لیے کہیں گے جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو گا}۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے :

۔{اور اس کے پاس سفارش نفع نہیں دے گی مگر جبے اس کی اجازت دی جائے}۔ حاشیۃ تحذیب سنن ابی داؤد (289/10)۔ (291-291)

اور اللہ تعالیٰ ہی صحیح راہ کی توفیق بخشنے والا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔